REGISTERED NO. A. 783



M. B. Kaja Artist

بستان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

قیمت فی پرچہ

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بطور تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی عہد سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے حسب مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور پرچہ اودھ پنچ کے پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) ہم تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے وہ حقائق نہ یہ خیال نہ منیجر خود نہیں ہو سکتا بعد پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا ایسا تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرطیہ علاج! شرطیہ علاج!! شرطیہ علاج!!!

سفید داغ کی جنگلی دوا۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ میری جڑی بوٹی کی دوا کے صرف تھوڑے دن استعمال کرنے سے بغیر چھالا ڈالے داغ اڑکر اصل چمڑے کے مانند ہو جاتا ہے۔ ایک بار آزمائش کریں۔ دام پانچ روپیہ (للعہ)

دمہ کھانسی کی اکسیر دوا۔ اگر آپ دوا دوا کرتے کرتے ہار گئے ہوں تو جڑی بوٹی کی تیار شدہ میری خفیہ دوا کو ایکبار ضرور آزمائش کریں۔ اس سے پرانا دمہ کھانسی جڑ سے چلا جاتا ہے۔ شکریہ کریں۔ دام پانچ روپیہ (للعہ)

سفید بال جڑ سے کالا

اگر آپ کے تھوڑے عمر میں گنتی کے بال پکے ہیں تو اسیرم تیل منگاویں۔ اس سے بال جڑ سے کالا پیدا ہوگا۔ دام تین روپیہ (ﷲ) اگر آپ کا بال کل پک گیا ہو تو کالا سفوف منگاکر اس سے بالوں کا یکساں رنگ کر کے بال جڑ سے کالا پیدا ہوگا اور ساری عمر کالا رہے گا دام بارہ روپیہ

کالا سے گورا۔ سیاہی کو دور کرکے چہرہ کو خوبصورت اور چمکدار بنانے کے لیے یہ انمول دوا ہے اس سے نہاسے جھائیاں کالا داغ چیچک کے داغ سیاہ دانہ سب مٹ جاتے ہیں اور چہرہ گلاب کے پھول کے مانند خوشنما ہو جاتا ہے۔ دام پانچ روپیہ (للعہ)

خونی بادی بواسیر۔ میں ڈاکٹر بید حکیموں کو بازی مار کر کہتا ہوں کہ بواسیر کو صرف چند روز میں جڑ سے مٹانے والی دوا میرے پاس ہے۔ بواسیر ہمیشہ کے لیے جاتا رہتا ہے۔ دام سات روپیہ آزمائش کے لیے پانچ روپیہ ہے۔

بجلی کی گولی۔ جیسا نام ہے ویسا ہی کام ہے۔ اس کے کھانے سے برسوں کی کھوئی ہوئی طاقت واپس آ جاتی ہے۔ دام پانچ روپیہ (للعہ)

طاقت کی دوا۔ قوت مردانگی کو بڑھانے والی اور نا طاقتی کو دور کرنے والی دوا۔ دام پانچ روپیہ (للعہ)

منیجر:- جڑی بوٹی میڈیکل ہال کمپنی لہری سرائے۔ دربھنگہ

جلد ۱۳ نمبر ۲۸

مضامین غیر

(۴ر اگست سنہ ۱۹۳۰ء)

نگاہ حاسد یا وبائے ٹیکس

مولانا پنچ! بالتسلیم حضرت حسد ما آداب نمائی وفادی قبول ہو۔ حسد کے لیے کسی قانون قاعدے کی ضرورت نہیں وہ تو دل کی آگ ہے دل کے ساتھ ہے۔ حاسد کسی کو آرام سے دیکھ نہیں سکتا۔ جیسے پر بشاشت دیکھی اور دل کڑھنا شروع ہوا یہی مصیبت جو تول بو نصیبین کے سر آ کر جل جو گئی ہیں انکی ٹیکس بازی بھی کسی قانون قاعدے کی پابند نہیں انکے حدود میں بلنے بڑھنے اسنے بسنے والے آرام سے رہ نہیں سکتے۔ بلی کی طرح انکی نگاہ لوگوں کے نوالوں کے ساتھ ساتھ رہتی ہے جتنا نوالہ اونچا ہوتا ہے اتنی ہی انکی اونچی ہو جاتی ہے گویا سارا نگاہ کا سرا نوالے میں الجھا رہا ہے۔ اور یہی لوگ کی بدولت ہیں وہی حال زمین قسمت ہیں وہ جنکے نوالے پر انکی نظر نہیں اور جنہیں باعث نظر کہنے کو آیۃ ان یکاد البرق وغیرہ نظر بد کی غرض سے پڑھنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ انھوں نے تشخیص کرنے والے بجانت کے واسطے منحوس نظر رکھے ہیں جنکی خمار انتخاب زہریلی نگاہیں ہر وقت جوش کرنے پر تلی رہتی ہیں۔

رفاہ بی بی جنگاری جان کا گروہ ہے معلوم ہوتا ہے آنشتمان میں آجکل ایسے حسن کی کمی نہیں جب تو اس بھنبھی جنگلی میں بجانے والے لنگیاں اور ہر وقت مستعد رہتے ہیں یہ بہت گرم ہے جنگاری کو انیہ حسن سے اور وہ نہ بڑھے یہ ممکن نہیں اچھا بی جنگاری جان وہ جو کماں باقی بچتو سہی وہ بس پاک کمائی ہیں سامنے نگا یا تو جب ہی کہنا ماشاء اللہ جیسے جب ہم اتنی بیلیم دے کے گئے تھے تو اب

لاتھا میاں دیکھو تو ہری لی فضا پھیلا جا رہا ہے۔ بور بلی بھی گرم نہیں ہو کوئی آ لو اور شکر قند بھون کے کھائے یا بجتا دیا ہے۔

جھٹ جیب سے پاکٹ بک اور پنسل نکالی۔ کرو نمبر ۱۵ مسماۃ چنگاری جان طوائف ۔ نام نشان نوٹ کر لیا۔ انشاء اللہ شاخ لی و اخفا ہن کے جو ہم آدمی کے شریک ہو جائیںگے۔ آخر حکومت وقت شراب پر ٹیکس بڑھاتے وقت اخلاقی سبق پڑھاتی ہے کہ نہیں؟

۲۰ نسبل ممبران حکومت بہت سرا سیمہ ہے کہ انسداد مسکرات کے بارے میں کون سا نوطرز عمل اختیار کرے۔ باوجود اتنی سخت قیود عائد کرنے اور قیمت بڑھ جانے کے اسکا قرار واقعی انسداد نہ ہو سکا۔ لوگوں کے اخلاق پر نہایت برا اثر پڑتا ہے اور جب کسی کلال کی دکان میں شراب پی کے شور مچانے والے اودھم مچاتے ہیں تو مہذب اور شریف اہل محلہ کو سخت ایذا ہوتی ہے یہ سراسر بد اخلاقی حکومت کی جبین صاف پر ایک بدنما دھبا ہے خصوصاً دیسی شراب کا انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ اب وسکی ایک بوتل پندرہ روپیہ کو بکتی ہے سد باب کی نیت سے بجز اسکے کوئی چارہ نہیں کہ ایک پر سو کے تناسب سے مزید ٹیکس کا اضافہ کیا جائے اور جو اضافہ ہو وہ سررشتہ تعلیم کے حوالہ کیا جائے تاکہ مال حرام کار حلال میں صرف ہو۔

علی ہذا القیاس ہم بھی کہہ سکتے ہیں:۔

معزز ممبران۔ میں آپ کے سامنے ایک نہایت ضروری رزولیوشن پیش کرنے والا ہوں مصلحت وقت اخلاق ساماں کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم گنجان آبادیوں میں گندہ اور فحش کار زنان بازاری کو نہ رہنے دیں یہ بیماریوں کی جڑ ہیں اور ان سے شریف رہنے والوں کو بہت ایذا ہوتی ہے۔ حق حکومت یا حق ملکیت تاحال کرنے کا اختیار ہمیں نہیں ہے اور حسنیت کا ازالہ بھی ہمارا فرض منصبی ہے لہذا کیوں نہ ہم ان کی آمدنی پر ٹیکس وصول کریں۔ آخر اسباب تعیش پر بھی تو ہمارے ملک میں ٹیکس بندھا ہے یا نہیں؟ ہمیں تو الہٰذا

بس یہ جو یز کرتا ہوں۔

(۱) کہ آئندہ زنان بازاری اپنے جنس شغل اور کا روبار میں جتنی آمدنی کریں رجسٹر رکھیں جس پر ڈاکٹر دستخط کرے کہ ابھی تک اس نار آتش فشاں میں ہیجان ہونے کا اندیشہ نہیں ہوا ہے۔ (ج) یہ کہ دوسرے رجسٹر پر اپنے ہاں آنے والے گھر بیٹھ تماشا دیکھنے والے آتش سیال جوانی سے ہولی کھیلنے والے انگوٹھے کا نشان اور دستخط ثبت کریں اور فیس کی مقدار و تعداد بھی تاکہ انکی روزانہ آمدنی پتہ لگ جائے اور جیسے اور جگہوں کی طرح چہارم کمائی ٹیکس دینا ہو۔ اس سے۔ نیز پیشہ ور زنان بازاری سے نصف حصہ سالانہ آمدنی کا ٹیکس میں وصول کیا جائے۔ واضح ہے کہ یہ پاک آمدنی حدود میونسپلٹی میں جو مندر و مسجد و مدرسہ اپنے عاقبت فراموش بانیوں کی جان کو رو رہے ہیں اور ویران پڑے ہیں انکی مرمت اور درستی کا ذریعہ ہوگی۔

غرض مسودہ کا پرندہ دل کی گدڑی میں ٹانک کے آگے بڑھے۔

واہ واہ تارجمن بنا ل۔ اتنی جلدی بھنبھیر نے لگے۔ ہم چاہت خوب ہے نگاہوں کا ہجوم ہے کل تک تو بڑا کھٹارنے والے بھروں کے سر پر گر رکھے پکارتے پھرتے تھے آج خدا نے یہ دن دکھایا کہ دو آدمی تمھارے جاکر بیٹھے جھگیوں پر رنگ بکھیرتے ہیں۔ دیوانی کی کھمیاں ڈبیاں بھر بھر دھرتو بگڑیاں بھی رکھی ہیں ابھی تم کہتے تھے کہ گھر میں خاک نہیں۔ مجھے ٹیکس نہ بندھنا چاہیے۔ اچھا معلوم ہوا ہیں بھی کچھ سمجھ کے ڈرا ہوا رکھا اور جلاتے تھے۔ بہت خوب۔ ابکی ٹیکس ضرور بندھے گا سنیٹری انسپکٹر کی رپورٹ ہے کہ تم سرکاری پٹری پر صحت خراب کرنے والی کوڑے کی مٹی ڈھیر کرتے ہو۔ آنکھوں سے دھواں منہ چڑھ کر محلے والوں کا سر پھوڑ دیتا ہے۔ اور سنتا اس میں پندرہ بیس آدمیوں کا پاخانہ روز پھوڑ دیتا ہے بھائی اتنا بڑا کنبہ ہے اتنا خرچ ہے ایسا کاروبار ہے؟

اگر آپ کو صحت کا شوق ہے تو جوہر قبا کرشید ی کارخانہ حافظ سینا محمد شفیع مجتبیٰ باغ لکھنؤ سے طلب فرما کر لطف اٹھائیے

اُس پر سرکاری ٹیکس سے گردن چڑاتے ہو اور ہاں سنو تو یہ تمہارے کتّے کی کیسی خصلت ہے کہ جس بھلے آدمی کے چوتروں میں مٹی بھری دیکھتا ہے سونگھنے لگتا ہے اور یہ نہیں خیال کرتا کہ یہ چوتڑ بھی ٹیکس ادا کرتا ہے انہیں سونگھنے کا وہ ہرگز مجاز نہیں۔ ڈاکٹروں کی عام رائے ہے کہ کتّے کے تھتھنے کی نمی ہوئی بھاپ صحت کے لیے از بس مضر ہے۔ اسکا ضرر اسوقت تک دفع نہیں ہو سکتا جب تک جاری رقم ٹیکس کی ادا نہ کی جائے۔ بھئی گستاخ اور تو ٹیکس بھی دو۔ خیال ہے کہ سال میں دس ہزار سے کم آمدنی نہ ہوگی۔ اچھا جاؤ تام ولدیت سکونت پیشہ آمدنی۔ خیر آمدنی بتانے کی ضرورت نہیں وہ تو ہم تشخیص کر لینگے۔ آگے بڑھے۔

اوہو ہو۔ یہ میجر عالیجاہ کی بی نصیرن ہیں سنتا ہے کہ ان کا کاروبار بھی ترقی پر ہے۔ کیوں نہو سے بھی نوجوان۔ ڈیل بھی دنانہ ہے۔ مجرا بھی ہے مجرو بھی ہے جس بدمعاشے میں دیکھو ان کا روئے حسن موجود کہرہ ناچ رہے ہیں۔ لیزم باز ساتھ ہیں۔ آپ دیکھیے کہ جرم خلاف فطرت کی کھلتی پھولتی تجارت اور علانیہ پھر اس نیک اور با برکت کام میں میونسپلٹی کا کوئی حق نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ادھر آ بے۔ تیرا اسعا نئہ ہونے والا ہے۔ کمبخت۔ ہائیں یہ لے ہٹو بھی کیسا۔ کیا مجھے بھی اپنے قدر دانوں میں سمجھا ہے۔ بچا۔ ٹیکس ضرور دینا ہوگا چاہے انگلیاں نچا دو چاہے کولے مٹکاؤ۔ بیس بیس روپیہ روز کمانا اور میونسپلٹی کو بھول جانا اسکے کیا معنی ہیں۔ اسباب تعیش کی فہرست میں تمہارا بھی اندراج ہے جاتے کہاں ہو ابھی تم نے دینا کیا قدر دان شوقینوں کی کمی ہے ان تخرہ کرکے وصول کر لینا کمائی کا ٹھیکرا سلامت ہے تو کیا غم ہے۔ تام تباؤ ولدیت کی ا پیشہ ہی معلوم ہے ...... آگے بڑھے۔

اسوقت دو تین صدی سالانہ سے کسی زمانہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے پھر بھی دیدہ حرص وطمع پُر نہیں ہوتا۔ اڑا دو بڑھاؤ بڑھاؤ کا تقاضا جان کو کھائے لیتا ہے۔ مفارسی کی ایک مثل ہے کہ تنہ موں کا خانہ چشم جب تک خاک سے نہیں اٹا اسوقت تک نہیں بیٹا۔ یعنی تا دم مرگ ایک بالشت زمین بھی وہ حرص کے قبضے میں نہیں دیکھ سکتے جیتے حریص ہوتے ہیں اس قبر میں جا کے آنکھوں کے حلقے مٹی سے بھر جاتے ہیں تو نجات ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ میونسپلٹی کی چشم آز میں گرانی کو دا بہزاروں ٹوکرے ٹھیلے وہ پڑتا ہے پھر بھی وہ یہ رہتے رہائے صاف۔

بعض میونسپلٹیاں اس فکر میں ہیں کہ گھر گھروں میں پانی کی گھڑیاں (پیمانے) لگا دی جائیں۔ پانی زیادہ صرف ہوتا ہے۔ بھلا پوچھیے زیادہ صرف ہونے کی وجہ کیا اور صرف بھی ہوتا ہے تو کیا برائی ہے۔ ایک گھر سے تمام محلے والے پانی لیجاتے ہیں تو کیا نقصان ہے ہاں سڑکوں پر جو نل لگے ہیں اُنکا پانی بچ رہتا ہے۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

طرفہ ماجرا سنیے کہ دہلی کی میونسپلٹی نے بھینس پر بھی اور فی گائے ایک روپیہ ٹیکس لگانے کی فکر میں غلطاں پیچاں ہے بھینس تو خیر خالص ہے وہ کہیں ماں مرے نہ موسی جیسے مثل مشہور ہے اسپر ٹیکس نہ بیٹھے تو بجا مجوں کی سعادت پر افسوس کرکے جب ہو رہتی گئو ماتا کا ایک روپیہ رنگ لائیگا۔ کیا معنی کہ وہ بیچ ہمارے وطنی بھائیوں کی قابل پرستش چیز سامان عبادت پر حد مجرمانہ کا یہ ایسا وار سمجھا جائے گا۔ افواہ گرم ہے کہ اگر یہ تجویز خیال سے نکل کے عمل میں سینگ دیکھانے لگی تو بارود کا سماں دہلی میں بھی دکھائی دے گا۔

کچی روز روز کمس رہی سامان تعیش میں داخل ہے ہمارا ہمارا جرا گیہوں اور پر سامان زندگی ہیں جب ان زندگی ٹیکس سے محفوظ نہیں تو سامان عیش تعیش دستخط کیونکر رہیے۔ ہاں اس مطالبہ کے عوض اگر آبادی کی عزت سے سامان دیا کے باقی رہنے کا سبب دریافت کیا جائے وہ مطالبہ ہر ایک سڑکیں درست نہیں ہیں۔ کہیں صفائی نہیں ہے۔ مچھر مکھی جو نہیں ہے کیوں ہیں۔

وہاں کا خون بہا تو روا ہے۔

راقم

گنج خیال باروی

پنچ۔ حضرت ابھی کیا ہے۔ عجب نہیں جو کل شاخ شجر پر بھی میونسپلٹی دانت لگائے۔

مراسلہ

کوچہ رائے مان۔ دہلی

پنچ بہادر۔ تسلیم۔

جالب صاحب کے اخبار ہمدم میں میں نے جلسہ خواتین جلوہ گر کی کارروائی دیکھی۔ مجھے آج کل کی حجاب اور رشائستہ مستورات کے مقابل میں بیگم ماجد بخش اور بیگم امیر علی کی رائیں زیادہ صائب معلوم ہوتی ہیں۔

بیگم حبیب اللہ کی تحریک میں کوئی دلیل تھی تو شکل سے کسی کے ذہن میں آ سکتی ہے۔ شاید اپنی کسی سسرالی خصوصیت کی بنا پر انھوں نے گود نہ

نوٹس نسبت دکھانے وجہ کے (نمونہ عام)

بعدالت جناب سید حسن ارشاد صاحب بہادر منصف منیجی مقام سلطانپور۔

اجرائے ڈگری مقدمہ نمبر ۱۵۶ سنہ ۱۹۳۵ء

نام شیخ ... ساکن ... بنام ...

مسماۃ ... سرجیدی وغیرہ مدیونان

... ساکن ... پرگنہ ... تحصیل ... ضلع سلطانپور ... بنام ... درخواست ... ڈگری ... عدالت میں گزرانی ہے کہ جائداد منقولہ نیلام کی جائے لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ تم اصالتاً یا بذریعہ وکیل کے جو حالات مقدمہ سے بخوبی واقف کیا گیا ہو بوقت ۱۰ بجے بتاریخ ... اگست سنہ ۱۹۳۵ء اس عدالت میں حاضر ہوکر وجہ ... اگر ایسا نہ کروگے تو درخواست مذکورہ ... میں سماعت کی جائیگی۔ ... جو کہ بیان کرو کہ ... تاریخ ... ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۵ء میرے دستخط اور مہر عدالت جاری کیا گیا۔

بالحکم

دستخط حاکم

مہر عدالت

وقت حاضری ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک۔

متوفی کی قبر پر پھول چڑھائے جانے کی تجویز پیش کی۔ ابھی تک تو اس ملک کے خوشامدی اور انگریز پرست سب طبقے کے مردوں نے بھی کسی حاکم کی قبر پر پھول چڑھانا جائز نہیں سمجھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کمی کو اب عورتیں پورا کریں گی۔

"اگر میاں نہ تواند بیوی تمام کند"

اور یہ استحکام حکومت اور حاکم اور محکوم کے تعلقات کو بہت رنگ خوشگوار بنانے کا عمدہ ذریعہ ہوگا۔

بیگم سلامی ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

جناب۔ مجلس خواتین جگوری کی کارروائی اخباری کالموں میں چھپی اور سرسری نگاہ سے دیکھی بھی گئی مگر رزولیوشن ہرگز یاد نہیں جو بیگم مار بخش اور بیگم امیر علی کی تجویزوں کے متعلق کوئی رائے دی جائے۔ آپ کو اگر رائے صائب معلوم ہوتی ہے تو بسم اللہ عمل کیجیے۔ خدا برکت دے گا۔ اب رہا بیگم حبیب اللہ کی تجویز کہ گورنر کی قبر پر پھول چڑھائے جائیں تو ہمیں کوئی برائی معلوم نہیں ہوتی۔ بیچارے گورنر صاحب طرح دوری کی حالت میں چل بسے یہاں انکے مزار پر پھول چڑھانے والا کوئی نہ تھا مالی کے چڑھائے ہوئے پھولوں میں خلوص کی بو کہاں؟ اگر قدردان کے احسان سے انکے شوہر کی گردن کبھی جھک نہیں سکتی بس اگر احسان کی جوابی سے وہ پھول کسی محسن کے مزار پر جھڑ کے گر پڑے تو سمجھنا چاہیے کہ احسان کو وہ دو گھڑیاں اٹھا رہنے سے کسی قدر ہلکا ہو گیا۔ ہندوستانیوں پر کوئی یہ اعتراض تو نہ کرے گا کہ غریب الوطن پر رحم کرنا جانتے ہی نہیں۔

بوا نصیبن بنام مسٹر چغتائی بی اے علیگ

ہاں مرزا۔ سنو۔ تم جو اپنے دل میں یہ خیال کیے بیٹھے ہو کہ جب لغت سے بحث کی جائے گی تو میں کلمہ حبتی اور سوریوں کے اختلافات سے کام نکال کے اس بی بڑھیا پر رعب بٹھاؤں گا تو میاں تم غلطی پر ہو۔ ہندی اپنی درجہ مولوی نہیں انشاء اللہ تو مجھے دھکا نہیں سکتے۔ تم بیچارے کس کھیت کی مولی ہو۔

کلام پاک میں ایسی زینت (یعنی سنگار) چھپانے سے آزاد کردی گئی ہے جسکا پوشیدہ رکھنا کسی طرح ممکن نہ ہو تفسیر لکھنے والے سب کے سب اس بات پر جم گئے ہیں خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ ہاں اس بات میں ایکا نہیں کہ وہ کیا چیز ہیں جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس سے کپڑے مراد ہیں انھوں نے عقل سے کام لیا ہے کیا معنی کہ پوشاک ہے غلاف غلاف پر غلاف چڑھانا فضول ہے کوئی زربفت کا برقعہ اوڑھتی ہے کوئی گزی کا دوپٹے کا بغلی شہرہ ہے۔

"ایک نور آدمی سو نور کپڑا"

بھی پوشاک ہے بھی رنگ رنگ ہو سکتے ہیں خدا اگر یہ کہتا کہ نہیں پوشاک بھی غیروں کی نگاہوں سے چھپاؤ تو اسکے یہ معنی ہوتے کہ تھی باندھ کے بچنے کا حکم دیا یا بادام کی طرح سات تہوں میں لپیٹ دیا۔ مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی طرف سے آنکھ نیچا کے چلنے کا حکم دینے کے بعد لباس یا کچھ حصہ منہ کا کھلا بھی رہ جائے تو کیا مضائقہ ہے حکم ایسا صاف ہے کہ ضرورت بال کی کھال کھینچنے کی نہیں۔ آیت کے جتنے ٹکڑے ہیں وہ موتی کی لڑی کی طرح ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں۔ زینت کے چھپانے کا ایک ہی آیت میں دو جگہ تذکرہ ہے ایک میں زینت کی وہ چیزیں جو چھپائے نہ چھپیں مستثنیٰ کی گئی ہیں اور دوسری جگہ جن لوگوں پر سنگار مخفی نہ کیا جائے انھیں نام بنام گنوا دیا ہے مستثنیٰ چیزوں کے ساتھ سینہ پر خمار ڈالنے کا حکم ہے۔ خمار ہے کیا بلا؟ یہ ایک چادر ہے جو منھ چھپانے کے واسطے یا شملہ پر گھونگھٹ مارنے کے لیے عرب کی عورتیں ڈالے رہتی تھیں۔ وہ ایسی چیز ہے جب اپنے وضع پر اوڑھے تو پھر کوئی اسے پہچان نہیں سکتا کبھی یہ خمار پوشاک میں دا انک لیجاتی تھی تاکہ ہوا سے ادھر ادھر نہ سرکے عرب کے بعض بہادر لڑائی میں چہرہ چھپا کے لڑتے تھے۔ مالک بن زیرہ کا لقب اسی وجہ سے ذوی الخمار تھا عوف بن ربیع بن ذی رمحین لڑائی میں اپنی بی بی کا برقع اوڑھ کے شریک ہوا بڑا نیزہ باز تھا دشمنوں میں سے جس کسی کے جسم پر برچھے کا زخم لگ جاتا اسے یہی کہتے سنا کہ ہم ذو الخمار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے۔ اگر کوئی شخص اپنے دشمن پر اس طرح حملہ کرے کہ دشمن اسکی صورت نہ دیکھ سکے تو کہیں گے جار ناعلی خمر یعنی منھ چھپا ہم پر وار کیا ہم پہچان نہ سکے۔ آیت کے معنی بیان کرنے والے کو یہ بات پہلے ہی معلوم رہنی چاہیے کہ خمار سر اور منھ چھپانے والے کپڑے کو کہتے ہیں۔ اللہ میاں نے یہ جو کہا کہ اپنی خمار کا آنچل سینے پر بھی ڈالے رہیں یہ مطلب نہیں کہ منھ کھول دیں اور سینہ چھپائیں۔ اور جو کوئی یہ کہتا ہے کہ چہرے کی تخصیص کیا جسمیں گال آنکھیں اور ہونٹ ٹھڈی شامل ہے کھلے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ بھی خمار کے معنی سے ناواقف ہے اسے لغت کی طرف سے غفلت کی رسم و رواج کی جانب سے بے پروائی کی پردے کا جو منشا ہے وہ بھی اسکی سمجھ میں نہیں آیا جن عزیزوں کے سامنے آنے کا حکم دیا گیا ہے

نایاب اور بیش بہا تحفہ

جناب سید مظہر علی صاحب [illegible] ایڈیٹر [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible]

المشتہر

حکیم سید شیخ نواب بیت الشفاء گیا (بہار)

ضرورت ہے

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف، سگنلنگ اور اسٹیشن ماسٹری کا کام گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر کی ملازمت کے لیے سیکھنا چاہیں۔ پراسپکٹس کے واسطے دو آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

چیف۔ امپیریل ٹیلیگراف کالج۔ دہلی

تھا اور عاشق نے کبھی بھی بغیر برقع کے دیکھا تھا جو جواب ہے جو کہتا ہوں کہ جب اُس نے سجدہ کر لیا تب بھی منہ پر برقع منہ پر ڈالا (نعوذ باللہ) اللہ اکبر... اس سے تم اشارہ کیے ہو جیسے قرآن عربی فارسی سب جانتے بیٹھے ہو۔ بیچاری الف کے نام تک گر بھی نہیں جانتی۔ پھر بھی میں دعوے سے کہتی ہوں کہ وہ مصرعہ جیسے لکھنؤ کے میاں "پیچ دو چہرے کی ٹکیا" کہتے ہیں دو آنکھیں اور رخسار، عرب میں کبھی عام طور کھلا نہیں رہا۔ فقیہوں نے اجازت دی کہ شریعت جو تو بغیر اپنی منگیتر کا چہرہ دیکھ سکتا ہے مگر اسکا رواج بھی نہ تھا ....

.... یہ مسئلہ خود بھی گواہ ہے کہ چہرے کی ٹکیا، برقع کی جو جالی میں رہتی چاہیے مگر جو رہے بھیجوی گریہ کے نکالی جائے تو عیب نہیں۔

کیا تمہیں "عذرا" اور "عزہ" کا قصہ بھی یاد نہیں کہ ایک مشہور شاعر نے اپنے قصیدے کی تشبیب میں "عزہ" کی آنکھوں اور گالوں کی تعریف نظم کی اسکے جانی کو غصہ آیا۔ بہن پر آنکھیں لگا بیٹھا کہ شاید تم اسکے سامنے ہو گئیں۔ بہن تھی ہوشیار اس نے کہا ایک کام کرو۔ میں اپنی سہیلی "عذرا" کو اسکے پاس بھیجتی ہوں وہ کہے گی میں "عزہ" ہوں اگر وہ پہچانے اور انکار کرے کہ تو "عزہ" نہیں ہے تو تم جو چاہو سزا دو۔ شاعر سے ریوانے تو ہوتے ہی ہیں۔

مرزا۔ اگر عرب کی عورتیں چہرے کی ٹکیا کھولے پھرتیں تو شاعر "عزہ" اور "عذرا" میں ضرور فرق کر سکتا۔ وہ خیالی تصویر پر عزہ کے حسن کی شہرت سُن کے عاشق ہوا تھا عذرا اور عزہ میں امتیاز نہ کر سکا۔ "عذرا" کو "عزہ" سمجھ کے میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا "عزہ" کی آنکھیں کسقدر چھوٹی اور غلافی تھیں۔ "عذرا" کی آنکھیں بڑی تھیں اُس نے تشبیب میں "عزہ" کی آنکھیں بڑی دکھائیں۔ حالانکہ یہ سب ایک ہی جگہ کے رہنے والے تھے۔

مرزا۔ عرب کی تاریخ میں چہرے کی ٹکیا انہیں عورتوں کی لوگوں نے دیکھی ہوگی جو آزاد تھیں یا جنکا قبیلہ بدنامی اور رسوائی کی طرف سے بے پروا تھا

یا جن کا چلن دیہاتی تھا۔ یا بڑی بات۔ بعضوں کے قیل و قال اہرگز اس قابل نہیں کہ تم انھیں اپنی دلیل کی سند میں پیش کرو۔ مرزا! اگر تم ہندوستانی عورتوں کے خیر خواہ ہو تو انھیں شریفوں کا چلن سکھاؤ۔

مرزا۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ عرب کی لڑکیاں جب تک بیاہی نہیں جاتیں اُس وقت تک ماں باپ کے اختیار میں رہتی ہیں مگر ایک دفعہ شادی ہونے کے بعد خود مختار ہو جاتی ہیں۔ ان جھگڑوں میں طلاق ملا تھا تو ایک معمولی سی بات ہے۔ بس نکاح کے بعد طلاق ہوا اب وہ آزاد ہیں جس سے چاہیں رشتہ جوڑیں اپنے اختیار سے وہ دوسرے کا اُس کو چہرہ دکھائیں نہ دکھائیں ماں باپ پھر کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ یہ فقیہوں کی عنایت ہے کہ انھوں نے شریعت اور گناہگاروں کی فہرست مختصر کرنے کیلئے "اضطرار" کے عام عکس میں یہ فعل داخل کر لیا۔ ورنہ رسول کے گھرانے کا چلن کسوٹی ہے جس پر کسنے کے لائق سونا لیجئے اُس جاہلیت اور آمیزش سے پاک کیے ہوئے نہیں ہے گتا جنکو رسول نے اکثر بیان فرمایا اور حدیثوں کی کتابوں میں محدثوں نے جمع کیا۔

تمہیں اپنے مطلب کے موافق بہت سے واقعات "اغانی" میں ملینگے۔ اغانی کا مصنف کوئی شریف نہ تھا اُس نے بڑی بڑی شریف زادیوں پر بہتان جوڑے ہیں۔ اپنے کتاب اسی لئے لکھی تھی۔ اسے تو بیچے شرابی بیباک مردوں اور عورتوں کی تلاش تھی کچھ صحیح کچھ غلط واقعے کتاب میں لکھ کے آوارگی کا ایک مجموعہ اُسنے پیش کر دیا۔

شریف زادیوں کے واسطے وہی کافی ہے جو حیلہ رسول نے تعلیم کی۔ اگر اغانی کے قصے سچ ہوں تب بھی وہ آیت حدیث نہیں ہو سکتے۔

میں دعا کرتی ہوں کہ میری بے نقاب بیگم بہن جوش میں اُڑائی ہوئی ہیں اپنے حواس میں آ جائیں میں نے ریاست دہلی میں ننگی جو پی زنانی تعلیمگاہ کی تصویر دیکھی۔ جوان جوان بجھو کریاں ننگے آگے جا رہے ہیں جیسے تھا قدرت کا مطالعہ اور شرم کا منہ کالا کر رہی ہیں۔ ایک مرد اُستاد پاؤں تک جوتا پہنے

مگر تعلیم پڑھارہا ہے نہ جانے اس نے کیوں بچہ نہیں دکھایا کہ یہ کیوں اس عالم میں ننگا ہوا۔ یہ تہذیب کا سبق ادھورا نہ رہتا۔

میں دیکھتی ہوں کہ بات بڑھی اور ہندوستان میں آزادی پھیلی تو اسکا انجام بھی یہی ہوگا جس آگ سے آج یہ حسن ڈھونڈھتی ہے۔ جن ڈھونڈھا تن پایاں مثل مشہور ہے اب کیا ٹھیک کہوں۔ اگر کسی نے پھر منہ کھولا تو دیکھا جائے گا۔

راقم

بوا نصیبن

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

بی بی کے بیاہ کی تقریب اور سائمن کمیشن کی شرکت

مدائنی سے حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب میں ایک حکایت نقل کی ہے ایک شخص مدینہ میں رہتے تھے حزیہ ان کا نام تھا آدمی دل لگی باز تھے۔ ان کا دستور تھا کہ اپنی تیز رو اونٹنی پر سوار ہو کے حج کرتے جاتے اور تین دن میں مدینہ پلٹ آتے۔ بی بی انکی زوجہ کا مزید رتھیں ایک اونی ساز کی زلف گرہ گیر میں دل اٹکا تھا اتفاق کی بات ایک مرتبہ حزیہ صاحب حج کو جو گئے تو وہاں بیمار پڑ گئے اُس زمانے میں راہ صاف نہ تھی بہت دیر ہوئی۔ بی بی کو خیال ہوا کہ میاں کی قربانی ہو گئی۔ اُون ساز بھی سمجھا کہ کشتی سلجھ گئی اب بے کھٹکے محبت کا جو دہ بالا تو مکان خالی تھا یہ لگے آنے جانے اور شوق کی خیال پر گل بوٹے بنانے۔ قضا را حزیہ بیماری سے مہلت پا کے گھر آئے دروازہ اندر سے بند تھا روزن در سے دیکھا کہ بی بی بن کا دو شالہ بنا ہوا ہے نہ کچھ کسی سے کہا نہ دروازہ کھلوایا چپکے سے ہیجڑوں کو بلا لائے اُس زمانے میں مخنثوں کا کام یہی تھا کہ ڈھولک پر ڈھول پیٹتے اور شادیانے گاتے۔ ہیجڑوں نے طبلے پر تھاپ ماری اور مبارک سلامت کا غل ہو بجا یا تو اون ساز صاحب کی کٹی میں بیدست کھلبلا بجا نک کے دیکھا تو رنگ کٹ گیا۔ ادھر پڑوسن کے محلے والے جمع ہو گئے پوچھا کیا ہے کہا اس شخص کی

جورو کا بیاہ ۔ "وہ ہنستے ہوئے اپنے اپنے گھر گئے" اون ساز صاحب نے دروازے کے پیچھے سے مرید کو آواز دی "بھائی کیوں تضیع کرتے ہو ۔ اسکے لیے جرمانہ کو حاضر کروں آخر اس ہنگامے سے کیا فائدہ ہے" انھوں نے جواب دیا "دوست کسی کی جورو یوں ملت وا ہڑے گھی کا لڈو نہیں ٹھٹھا نہیں ۔ ہم نے بھر گھڑی محرا دا کیا ہے" اتنے میں ہیجڑوں نے غل مچایا ۔

واہ میاں واہ مری پٹیاں بگڑ گئیں
واہ میاں واہ ساری رتیاں گزر گئیں

اون ساز صاحب مجبور ہو کے مرید کے قدموں پر گرے "بھائی یہ مہر اور یہ پچاس اشرفی مرید تم ۔ لله اب جان چھوڑو" مرید صاحب نے فرمایا "خیر بی صاحب کو بھی اپنے ساتھ لیتے جائیے ۔ میرا گھر خالی کیجیے" ہیجڑوں کو یہ کہہ کے اٹھایا کہ یہاں سے دور ہو کمبخت مل گئی تھی ۔ ہو چکی ۔ لو یہ انعام" میاں اون ساز کی جنیا منڈیا گئی سر جھکا کے اپنی راہ چلتے ہوئے ۔

سائمن کمیشن لندن کا حج کرنے گیا ہے ہمیں معلوم مزاج درست ہے یا نادرست مگر یہاں کی اون ساز کونسلوں نے اسکی دروخواست اختراک کی زلف گرہ گیر میں اپنا دل اٹکانا شروع کر دیا ہے علم خیالات کمیشن سے موافق نہیں ۔ ابتک مختلف کمیشنوں کے نتائج عوام کی مرضی سے ہمیشہ ڈانڈا مینڈی کرتے رہے لہذا سائمن کمیشن کیجانب سے بھی لوگوں کا گمان اچھا نہیں ہے ۔ خود کانگریس ابھی تک اپنی پہلی رائے پر اصرار کر رہی ہے ماشاءاللہ لیفٹیننٹ کہیں ان ڈھل تقیین ہیسل کے گر پڑنے والوں کو اس ساز باز کے سبب مہر ادا مرید کو دینا نہ پڑے یا کمیشن کے دروازے پر واہ میاں واہ ساری رتیاں گزر گئیں کی صدا بلند ہو ۔

پولیٹیکل شطارت

لکھنؤ کے ایک رئیس کا رفیق پرلے سرے کا شاطر تھا ہر کام میں اپنے فائدے کی صورت کسی نہ کسی طرح نکال لیتا تھا ایک دن رئیس نے عقیق کا نگینہ رفیق کو دیا اور کہا مرزا صاحب کپتان کے کنویں پر جو حکاک (مہر ساز) رہتا ہے اسکے یہاں چلے جائیے اور مہر کھدوا لائیے وہ فی حرف ایک روپیہ لیتا ہے آپ سات روپیہ تحویل دار سے لے لیجیے "محمد حسن" میں سات حرف ہیں مرزا صاحب روپیہ اور نگینہ لے کے چلے رئیس نے نوکر سے کہا تم بھی پیچھے پیچھے جاؤ دیکھیں مرزا ہمیں کیا کارستانی کرتے ہیں نوکر بھی ان کے پیچھے ہو لیا ۔ مرزا حکاک کی دکان پر پہنچے ۔

السلام علیک ۔ وعلیکم السلام "بھئی یہ نگینہ حاضر ہے نام کندہ کرانا ہے" ۔

حکاک "آپ جانتے ہیں کہ میں ایک حرف کا ایک روپیہ لیتا ہوں" ۔

مرزا "ہاں ۔ یہ لو چھ روپیہ اور اس نگینہ پر ابھی "محمد حسن" کندہ کر دو چھ حرف ہیں" ۔

حکاک "واہ حضرت یہ تو عجیب نام ہے" ۔

مرزا "تمھیں نام سے کیا کام ۔ تم اپنی اجرت سے کام رکھو ۔ مگر بھائی ابھی تیار کر دو میں لے کے جاؤنگا سرکار کا نادری حکم ہے ٹل نہیں سکتا" ۔

حکاک "دو گھڑی تشریف رکھیے کندہ کروں ۔ کھودنے میں دیر نہ لگے گی ۔ چٹکی بجاتے تیار کر دونگا" ۔

مرزا صاحب دکان کے تھڑے پر ڈٹے ہوئے حکاک نے نگینہ پر کندہ (وزن) کیا اور نام کھودنے لگا جب "ح س" ایک میں ملا کے کھودنے لگا تو مرزا نے ہاتھ پکڑ لیا ۔

مرزا "کھود چکا "حسن" کی "ح" کا نقطہ "س" کے پیٹ میں دے دو ۔ اور بند دو" ۔

حکاک حیرت دیکھنے لگا مرزا نے فرمایا "دیکھو بھی میں فیروز ابھی بات نہیں کہتا ہوں نقطہ اوپر نہ دیا سین کے پیٹ میں لگا دیا ۔ اسمیں تمھارا کیا نقصان ہے تم "حسن" کھود چکے ۔" کہو ہاں "نقطہ اور دو گے؟" کہو "ہاں!" "میں کہتا ہوں میری خاطر سے اوپر نہ دو سین کے پیٹ میں دے دو" ۔ چار ناچار حکاک نے نون کے پیٹ میں نقطہ دے کے مہر حوالے کی مرزا جی نے ایک روپیہ مین المال اپنے ڈب میں رکھا ۔ کھدوائے سات حرف اور دیے چھ روپیہ ۔

کچھ اسی قسم کی شطارت سے حکومت ہند بھی کام لے رہی ہے ۔ سر اوکونٹ بلیر کو خزانہ ہند سے گورنری کی بھلی چنگی منگوا دی ۔ یہاں وہ اغلب گورنمنٹ گورنر ہوئے یہاں میعاد پوری کرنے کے بعد ہر جا پہنچ گئے اصلاح کا نقطہ سین کے پیٹ میں آیا ۔ اب سر مالکم ہیلی پر نظر عنایت ہوئی وہ چار برس پنجاب میں "حسن" رہے لوگ سمجھے کہ ایک سال سیٹ میں اور رہیں جیسے ہی ح کے سر پر نقطہ دینے کا وقت آیا فوراً حکاک سے فرمائش ہوئی نقطہ سین کے پیٹ میں دے دو یعنی سر اگر نہیں تو پھر چل بسے دنیا کا دستور یہی ہے

کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے

اودھ کی گورنری کے پیٹ میں نقطے کی ضرورت ہے چار سال اور پانچ مل کے نو برس ہوئے مگر یہاں خدمت کی خدمت کے اعتبار سے دیکھو تو پنجاب میں پانچ کے چار ہی ہوئے اور اودھ تو وہاں پانچ برس کا ایک ہی سمجھو ۔ واہ مرزا اون کیا کہنا ۔ اب ایک تیر میں نئی سوجھی ہے کبھی کوئی برا نہ مانے تو کہیں ۔ ٹلر صاحب کے واسطے ختم میعاد عہدہ کے بعد عمدہ چال یہ سوجھی کہ ریاستی کمیشن گڑھا گیا ہم ٹلر صاحب کی جگہ پر تجویز کردوں کے فائدے میں رہتے ہوئے اور ڈنڈا اور پٹے والی مرغی پر قبضہ نہیں ہو ۔ واللہ یہ ان کی خوش قسمتی تھی ۔ سر مالکم ہیلی کی گورنری چٹکی بجاتے ختم ہو جاتی گی پانچ برس کی میعاد ہی کیا جب وصل ہے خیر مجبوری نہیں ۔ جب بفضل خدا اور بطفیل سر مالکم ہیلی پانچ برس میں اس صوبہ کی قومیت کا حساب بالکل فرسودہ ہو جائے تو ایک کمیشن اور گڑھ لیا جائے ۔ کیا معنی کہ ٹلر صاحب کا کمیشن یہ اور ریاستہائے ہند کے معاملات طے کریگا ۔ ریاستہائے ہند کی رعایا اپنے حقوق کا رئیس کے مقابلے میں مطالبہ کر رہی ہے ٹلر کمیشن ان مطالبات میں دخل دینے سے انکار کرتا ہے لہذا دور کمیشن سر مالکم ہیلی کے واسطے نام کیا جائے یہ گورنری سے فرصت پاتے ہی ریاستی رعایا اور رئیس کے درمیان حکم بن بیٹھیں ۔ واللہ کیسے تجربہ کار

گوٹے وزردوزی کے خوشنما اور کار رنگا رنگ حافظ محمد رفیع ماہر گوٹہ و سرکہ صبتیا باغ لکھنؤ سے طلب فرمائیے ۔

پچاس روپے نقد انعام
اور عاشق مزاجوں کو تحفہ

[illegible]

مینیجر دی آل انڈیا رائل مسمریزم ہاؤس
اینڈ میجیکل ورکس نمبر ۱۵ ۸ فیروز پور شہر

مبارک کی صورت دیکھنا... ایک کارڈ تحریر فرمائیے

[illegible]

اتنک نگرہ ... جام نگر کاٹھیاوار
ایجنٹ ... [illegible]

پیرس ... [illegible]

[illegible]

مجلدات اودھ پنچ ۲۷-۱۹۲۶ء

اردو کو زندہ کرنے والے دل کو مسرور کرنے والے سیاسی، ملکی
اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ خود اپنے کتب خانہ میں محفوظ
رکھنے کے قابل۔ قیمت فی جلد ... مع محصول
المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو | [illegible]

[illegible]

قیمت ... ہر جگہ سب جگہ سے مل سکتا ہے۔

دودھ گنج کیسری | [illegible] ... دوا قیمت ...

بال سدھا | [illegible]

قیمت ... ہر ایک شہر میں مل سکتی ہے۔

اپنے شہر کے دوا فروشوں
سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے ... پنجاب | بال ... آفس
چاندنی چوک دہلی
سول ایجنٹ ... [illegible]

[illegible]

اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible]

بیست ادھ پنچ

[illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلنے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

شرائط ایجنسی

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنے

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

[illegible] قیمت فی جلد [illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگون کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر کے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ہدایت کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا اور ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایہ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔